قرآن
اور
ہدایت بشری

محمد امین شہیدی

انسان کی خلقت کے بعد اس میں پنہاں خصوصیات اور استعداد کے مطابق اسے کمال مطلوب تک پہنچانے کے لیے ضروری تھا کہ باطنی پیغمبر کے علاوہ ظاہری طور پر بھی اس کو راہ راست پر چلانے اور اس سفر کی طرف متوجہ کرنے کے لیے اللہ کی طرف سے انبیاء آتے اور راہنمائیوں بھرے پیغامات سے انسان کے سامنے صراط مستقیم کی نشاندہی کرتے تا کہ وہ اپنی بساط کے مطابق ان الٰہی پیغامات کی روشنی میں " سیر الی اللہ " (اللہ کی طرف سفر) کا آغاز کرتا۔ سو اللہ تعالیٰ نے مختلف ادوار میں انسان کی فکری استعداد اور سطح کے مطابق پیغامات اور لائحہ عمل دیکر انبیاء کو مبعوث فرمایا کہ وہ انسانوں کو ایک سعادت والی زندگی کی دعوت دے کر عالم ملکوت اور عالم باطن سے آشنا کریں تاکہ انسان خلقت کے ہدف کو سمجھ سکیں اور اس حقیر دنیا ہی کو " سب کچھ " نہ سمجھ بیٹھیں بلکہ اسے ذریعہ اور وسیلہ قرار دے کر اصل مقصد تک رسائی کی کوشش کر سکیں۔

جب بشر اپنی فکری سطح کے لحاظ سے بلوغ تک پہنچا تو خدا نے انہیں میں سے ایک، لائق و قابل ہستی حضرت رسالت ﷺ کو "قرآن حکیم" دے کر راہنمائی کے لیے بھیجا تاکہ وہ انہیں تزکیہ و تطہیر قلب کی دعوت دیتے ہوئے کتاب اللہ کے اسرار و رموز اور حکمتوں سے آشنا کرے۔

"فبعث فیھم رسولاً منھم یتلو علیھم آیاتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتاب و الحکمہ" (۱)

ترجمہ: جب ان میں اللہ نے انہیں میں سے ایسے رسول کو مبعوث فرمایا کہ جو ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان لوگوں کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

اللہ کی طرف سے نازل شدہ اس کتاب کا مقصد انسان کو جہل، تعصب، عناد، توھم پرستی، غیر اللہ کی پرستش اور گمراہی و ظلمات کے دلدل سے نکال کر اسے الٰہی اقدار اور آفاقی تعلیمات کے ذریعے کمال انسانی کی جانب راہنمائی کرنا اور اس کے دل میں وحدانیت اور توحید بھر دینا ہے۔ سو اس نے یہ کام کر دیا۔ لہٰذا تاریخ میں ہم دیکھتے ہیں کہ اسی "قرآن مجید" نے لوگوں کی زندگیوں میں انقلاب برپا کر دیا۔ اور بالکل اجڈ، بدو، جاہل اور اندھے تعصب میں مبتلا لوگوں کو علم و حکمت کی روشنی عطا کرکے عالم کی حکمرانی عطا کردی۔ اور بہت قلیل عرصے میں قرآن کے ماننے والوں نے شش دانگ عالم میں اللہ کی محبت اور رسولؐ سے الفت کی وہ انمول مثالیں قائم کر دیں کہ آج بھی بشریت اس پر انگشت بدندان ہے۔ بڑے بڑے سلاطین عالم کو بہت مختصر عرصے میں بچھاڑ کر عالم کو فتح کرنے والوں نے ثابت کر دیا کہ قرآن ہدایت انسانی کا وہ بہترین ذریعہ ہے جس کو مشعل راہ قرار دے کر ہر باطل کو آسانی سے شکست دی جاسکتی ہے اور اللہ پیروان قرآن کا حامی و ناصر ہوتا ہے۔

"ان تنصر اللّٰہ ینصر کم و یثبت اقدامکم" (۲)

ترجمہ: اگر تم اللہ کی مدد کرو تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔

"قرآن کریم" وہ الٰہی پیغام ہدایت ہے جو آج بھی مسلمانوں کے درمیان ہے لیکن وہ روح نظر

نہیں آتی جو ماضی کے جان بکف مسلمانوں کے اندر موجزن تھی ۔ وہ سپاہیان حق اور دین کے پاسبان آج نظر نہیں آتے جن کے نام کے خوف سے اللہ کے دشمنوں کے دل لرز جاتے تھے ۔ اللہ کے وہ شیر نظر نہیں آتے جو دن میں حق کی خاطر جانیں ہتھیلیوں پر رکھ کر اللہ کے دشمنوں کے خلاف جہاد کرتے اور رات کی تاریکیوں میں نہایت عاجزی ' تواضع ' انکسار ' خضوع و خشوع سے اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو جاتے اور خاک پر اپنی پیشانیاں رکھ کر اس سے اپنی محبت اور وفاداری کا اظہار کرتے ہوئے آنسو بہاتے ۔ لہٰذا آج ہر طرف ' ظلم ' بربریت ' بدامنی اور بے سکونی کا عالم ہے ۔ عدل الٰہی ناپید ہے حق نام کی چیز معاشروں میں کم نظر آتی ہے ۔ انصاف اور مساوات ایسے مقدس کلمات اپنا حقیقی مفہوم کھو چکے ہیں اور دنیا میں طاقتور کا بول بالا ہے اور کمزور کے حقوق پامال ہو رہے ہیں ۔ اسلام کے نام لیوا ذلیل و خوار ہو رہے ہیں اور یہود و ہنود ان پر مسلط ہو کر انہیں کی دولت سے انہی پر حکومت کر رہے ہیں ۔ اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ آج قرآن کی تعلیمات کی روح سے مسلمان غافل ہو چکے ہیں ۔ قرآن ہدایت و راہنمائی کی کتاب اور دنیا میں زندہ قوم کی حیثیت سے جینے کا " لائحہ عمل " بننے کی بجائے طاقچوں کی زینت ' قسمیں کھانے کا مقدس ذریعہ ' لڑکیوں کے جہیز کا ایک متبرک حصہ اور میت کے سرھانے تلاوت اور اسے ثواب پہنچانے کا ایک ذریعہ بن چکا ہے ۔ آج اس سے زندہ انسانوں میں روح پھونکنے کی بجائے مردوں کی بخشش کا کام لیا جارہا ہے ۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ایک بار پھر ہم قرآن کا رخ کریں ۔ اپنے معاشرتی ' اجتماعی ' انفرادی ہر مسئلے کا حل اس سے پوچھیں اور مشکلات و مصائب کے موقع پر اس کی پناہ حاصل کرکے اس کی روشنی میں اپنی منزل کا تعین کریں ۔ جیسا کہ نبی آخر زمان ؐ کا بھی ارشاد ہے کہ فرمایا :

" اذا التبست علیکم الفتن کقطع اللیل المظلم فعلیکم بالقرآن فانه شافع مشفع و ماحل مصدق من جعله امامه قاده الی الجنه ' و من جعله خلفه ساقه الی النار و هو الدلیل یدل علی خیر سبیل ' و هو کتاب فیه

تفصیل و بیان و تحصیل و هو الفصل لیس بالهزل و له ظهر و بطن فظاهره حکم و باطنه علم ظاهره انیق و باطنه عمیق له نجوم و علی نجومه نجوم' لا تحصی عجائبه و لا تبلی غرائبه و فیه مصابیح الهدی و منار الحکمه' ودلیل علی المعرفة لمن عرف الصفة فلیجل جال بصره' و الیبلغ الصفة نظره ینجُ من عطب و یتخلص من نشب" (۳)

رسول خدا ﷺ نے فرمایا جب تاریک رات کے مانند فتنے تمہاری طرف رخ کریں تو اس وقت تمہارا فرض ہے کہ قرآن کریم سے متمسک رہو کیونکہ قرآن مجید ایسا شفاعت کرنے والا ہے جس کی شفاعت مقبول ہے اور ایسا گواہ ہے جس کی گواہی تصدیق شدہ ہے جو قرآن کو اپنا راہنما بنائے جنت کی طرف اس کی راہنمائی کرے گا اور جو اسے پس پشت ڈال دے اسے ہانک کر جہنم میں دھکیل دے گا قرآن وہ ہادی ہے جو گمراہ کو راہ ہدایت پر لاتا ہے۔ قرآن وہ کتاب ہے کہ اس میں کسی قسم کی بے فائدہ بات نہیں ہے۔ قرآن کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ' اس کا ظاہر مستحکم و مضبوط اور اس کا باطن علم و دانش ہے۔ اس کا ظاہر بڑا خوبصورت اور باطن بڑا گہرا اور عمیق ہے۔ قرآن کے کچھ ستارے ہیں ان ستاروں کے اوپر بھی ستارے ہیں۔ قرآن کے تعجب انگیز نکتے بھی شمار نہیں کیے جاسکتے۔ اس کے عجائبات بوسیدہ اور فرسودہ نہیں ہوتے۔ اس میں ہدایت کے چراغ اور علم و حکمت کے عظیم مینار ہیں۔ یہ شمع فروزاں ہے اس کی روشنی پوری کائنات میں پھیلی ہوئی ہے۔ ہر شخص پر لازم ہے کہ اس میں غور و غوض کرے تاکہ اللہ کی تعلیمات حاصل کرلے اور ہلاکت سے نجات پائے۔

چونکہ قرآن کتاب ہدایت ہے لہٰذا دیکھنے کی ضرورت ہے کہ ہدایت کا قرآنی مفہوم کیا ہے۔ کس صورت میں یہ الٰہی کتاب انسان کی ہدایت کرتی ہے اور انسان پر اس کی ہدایت کے کیسے اثرات مرتب ہوسکتے ہیں؟ انسان کس طرح اس عظیم آسمانی صحیفے کی ہدایت سے استفادہ کرسکتا ہے؟

کیا اس کی ہدایت سے استفادہ سب کے لیے ہے؟ اور کیا سب کے لیے یکساں ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کا جواب اس مختصر مقالے میں دینے کی کوشش کی جائے گی تو آیئے ابتداء کرتے ہیں ہدایت کے مفہوم سے۔

قرآن اپنے بارے میں یوں گویا ہے:

"ان هذا القرآن يهدى للتى هى اقوم"(۴)

ترجمہ: اور بے شک یہ قرآن اس راہ کی طرف ہدایت کرتا ہے جو انتہائی درست ہے۔

پس قرآن کتاب ہدایت ہے جس کا مقصد انسان کو سعادت اور نجات کے راستے کی نشاندہی کرنا ہے۔ ہدایت کا مفہوم کیا ہے؟ اس بارے میں علمائے لغت نے مختلف باتیں کی ہیں جن میں سے بعض کی طرف ہم یہاں اشارہ کریں گے۔

ہدایت اہل لغت اور تفسیر کی نگاہ میں:

ہدایت: خیر خواہی اور ہمدردی کی بنا پر کسی کی راہنمائی کرنے کو کہتے ہیں۔

صحاح اور قاموس میں یوں آیا ہے:

"الهدى: الرشاد و الدلاله"(۵)

ترجمہ: (ھدی) سے مراد ہدایت پانا اور ہدایت کرنا ہے۔

راغب اصفہانی مفردات میں فرماتے ہیں کہ لطف و کرم کی بنا پر راہنمائی اور دلالت کو ہدایت کہتے ہیں۔ (۶)

اسی طرح "اھتدی" ہدایت پانے والے اور ہدایت قبول کرنے والے کو کہتے ہیں۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فمن اهتدى فانما يهتدى لنفسه"(۷)

ترجمہ: پس جس نے ہدایت پائی اس نے اپنے نفس ہی کے لیے ہدایت پائی۔

مفسرین نے بھی ہدایت کے معنی بیان کیے ہیں ۔ علامہ طباطبائی تفسیر المیزان میں یوں فرماتے ہیں : ہدف اور مقصد تک پہنچنے والے راستے کی نشاندہی کرتے ہوئے انسان کو اس کا ہدف دکھانا ہدایت کہلاتا ہے ۔ ایک طرح سے یہ امر ہدف تک پہنچانا ہی ہے ۔ اللہ کی سنت کچھ اس طرح سے ہے کہ اس کے تمام امور اسباب و علل کی بنیاد پر انجام پاتے ہیں ' ہدایت کے مسئلے میں بھی وہ ایسے وسائل فراہم کرتا ہے جس سے طالبین ہدایت کے سامنے ان کا ہدف اور مطلوب واضح ہو جائے اور زندگی کی شاہراہ پر اپنے آخری ہدف تک رسائی پاسکیں ۔ اس مفہوم کا بیان قرآن میں یوں آیا ہے : (۸)

" فمن یرد اللّٰہ انْ یھدیہٗ یشرح صدرہٗ للاسلام "(۹)

ترجمہ : جسے خدا ہدایت سے نوازنا چاہے اس کا سینہ قبول اسلام کے لیے کھول دیتا ہے ۔

ہدایت کی اقسام :

ہدایت کی دو قسمیں ہیں ۔ ایک کو تشریعی اور دوسری کو تکوینی کہا جاتا ہے ۔

ہدایت تکوینی :۔

عالم میں جاری سنن الٰہی میں سے ایک یہ ہے کہ موجودات عالم کی تمام انواع اپنے مطلوبہ کمال تک پہنچیں ۔ خدا نے ان مختلف انواع کو بعض مخصوص صفات ' خصوصیات اور صلاحیتیں عطا کی ہیں جو مطلوبہ کمال تک پہنچنے میں ان کی مدد کرتی ہیں ۔ اس بات کی طرف اشارہ قرآن کریم کی اس آیت سے ہوتا ہے کہ :

" الذی اعطی کل شیء خلقہ ثم ھدی "(۱۰)

ترجمہ : (موسیٰ نے) کہا ۔ ہمارا رب وہؐ جس نے ہر شے کو
اس کی فطرت (ہیئت) عطا کی ۔ پھر اس کی راہنمائی کی ۔

مثلاً جب بچہ شکم مادر سے زمین پر قدم رکھتا ہے تو فوراً ماں کے پستانوں کو تلاش کرتا ہے اور پستان مادر اس کے لیے کوئی اجنبیت نہیں رکھتے ۔ اسی طرح کبوتر کا بچہ انڈے سے نکلنے کے بعد یہ

جانتا ہے کہ اسے پیٹ بھرنے کے لیے اپنی چونچ اپنے ماں باپ کی چونچ میں دینا چاہیے - اسی طرح ہر نر حیوان بغیر کسی بیرونی تعلیم و تربیت کے اپنی مادہ کے پیچھے چلا جاتا ہے اور ہر انسان بغیر کسی تعلیم و تربیت کے ان چیزوں کو تلاش کرتا ہے جن میں اسے اپنا فائدہ نظر آتا ہے - یہ وہ خصوصیات اور صلاحیتیں ہیں جو ان تمام موجودات کو کمال مطلوب کی طرف سفر میں مدد دیتی ہیں - اس کو ہدایت تکوینی کہا جاتا ہے -

ہدایت تشریعی :--

ہدایت تکوینی کے مسئلے میں انسان اور باقی حیوان سب مشترک ہیں - سب کو یہ خصوصیات حاصل ہیں لیکن انسان میں اس کے علاوہ بھی ایک خاص خصوصیت اور صلاحیت ہے جو دوسرے موجودات میں نہیں - یعنی انسان میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ وہ اپنے اختیار ' ارادے اور تعقل و تدبر کی روشنی میں کمال مطلوب تک رسائی حاصل کرسکے - اختیار اور ارادے کے بل بوتے پر وہ اپنے باطن میں بہت سی حیرت انگیز تبدیلیاں پیدا کرسکتا ہے اور اسے مختلف امور میں ملکہ حاصل ہوسکتا ہے -

اس کی اسی صلاحیت کے پیش نظر اللہ نے اس انسان کی ہدایت کے لیے انبیاء اور رسولوں کو مبعوث فرمایا اور ان کے ذریعے آسمانی کتابیں نازل کیں تاکہ انسان ان کی تعلیمات کے سائے میں آسانی اور جلدی سے ہدایت کی منازل طے کرکے اپنے مطلوبہ کمال تک پہنچے - ہدایت کے اس طریقے کو "ہدایت تشریعی" کہا جاتا ہے -

حضرت علی فرماتے ہیں :

"فبعث فیهم رسله .... لیستادوهم میثاق
فطرته لیثیر والهم دفائن العقول" (۱۱)

ترجمہ : ان کے درمیان اپنے انبیاء بھیجے .... تاکہ فطرت کے عہد کا ان سے مطالبہ کریں -
اور ان کی عقلوں میں چھپے ہوئے خزانوں کو آشکار کراسکیں -

اللہ کی طرف سے امر کی حکمت کو قرآن نے یوں بیان کیا ہے:

"لئلا یکون علی اللّٰہ حجۃ بعد الرسل" (۱۲)

ترجمہ: تاکہ انسانوں کے لیے رسولوں (کی بعثت)

کے بعد اللہ پر کوئی حجت (عذر) باقی نہ رہ جائے۔

اسی طرح کی ہدایت کا مقصد انسان کو صراط نجات دکھانا اور اس کی راہنمائی کرنا ہے کیونکہ انسان اللہ کی طرف سے ہدایت کے بغیر راہ مستقیم نہیں پاسکتا۔ اسی لیے ارشاد ہوا ہے کہ:

"انا ھدیناہ السبیل اما شاکراً و اما کفوراً" (۱۳)

ترجمہ: یقیناً ہم نے اسے راہ (مستقیم) دکھلا دی۔ (اب یہ

اسی پر موقوف ہے کہ) خواہ وہ شکر گزار بنے یا ناشکرا۔

اب اگر وہ اس راستے پر چلتا ہے اور اسے ترک نہیں کرتا تو ایک سعادت والی زندگی پاسکتا ہے

قرآن -- ہدایت تشریعی:

مندرجہ بالا گفتگو سے ظاہر ہوا کہ قرآن ہدایت تشریعی ہے اور اس کے ذریعے سے خدا نے حلال اور حرام اور اوامر و نواہی صادر فرمائے ہیں تاکہ انسان ان پر عمل کرکے معراج سعادت تک پہنچ سکے۔ جب کہا جاتا ہے کہ میں نے فلاں مسئلے میں فلاں شخص کی راہنمائی اور ہدایت کی تو اس سے مراد اس شخص کو اس کے مطلوبہ مقصد تک پہنچانا ہوتا ہے۔ چاہے راہنما اور ہادی نے اس شخص کو انگلی سے پکڑ کر اس کی منزل تک پہنچایا ہو یا اسے صرف راستہ دکھایا ہو تاکہ وہ خود ہی اس راستے پر چلتے ہوئے اپنی منزل تک پہنچ جائے۔ قرآن کی روشِ ہدایت منزل کا راستہ دکھا کر اس کی راہنمائی کرنے والی روش ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے کہ:

"ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم" (۱۴)

ترجمہ: بے شک یہ قرآن اس راہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے جو انتہائی درست ہے۔

اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"القرآن هدی من الضلاله و بنیان من العمی و استقالة من العثرة و نور من الظلمه و ضیاء من الاحداث و عصمة من الملکة و رشد من الغویه و بیان من الفتنه، و بلاغ من الدنیا الی الاخرة و فیه کمال دینکم و ما عدل احد من القرآن الا الی النار" (۱۵)

ترجمہ: قرآن گمراہی سے نجات اور ہدایت ہے، اندھے پن کے لیے روشنی ہے، ہر لغزش سے بچاؤ، تاریکی میں نور، حوادث میں واضح روشنی، ہلاکت میں بچاؤ، گمراہی میں ہدایت اور فتنوں میں نجات دهنده ہے۔ یہ دنیا سے آخرت تک پہنچاتا ہے اسی میں تمہارے دین کا کمال ہے جس نے بھی قرآن سے رخ موڑا اس نے جہنم کا رخ کرلیا۔

قرآن کی مندرجہ بالا آیت اور حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ ایسا ہادی ہے جو راستہ دکھاتا ہے تا کہ انسان خود ہی اس کی روشنی میں منزل مقصود تک پہنچ سکے۔

یہاں پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا قرآن کریم کی ہدایت تمام بنی نوع انسان کے لیے یکساں ہے؟ یا انسانوں کے مابین فرق کے لحاظ سے ہدایت میں بھی فرق ہے؟ آیات قرآنی کا بغور مطالعہ یہ بتاتا ہے کہ ہدایت قرآنی کے دو مراتب ہیں۔

عمومی ہدایت :

یعنی ایسی ہدایت جو تمام انسانوں کے لیے ہے۔ دوسرے لفظوں میں اللہ نے عقل و فطرت اور اپنی کتاب کے ذریعے ہدایت وضلالت کے راستوں کی نشاندہی انسان کے سامنے کردی ہے اور یہ بتا دیا ہے کہ کس راہ پر چلنے سے سعادت پائے گا اور کون سا راستہ اسے گمراہیوں کے دلدل میں غرق کردے گا۔ جیسا کہ فرمایا:

"انا هدیناه السبیل اما شاکراً و اما کفوراً" (۱۶)

ترجمہ : یقیناً ہم نے اسے راہ (مستقیم) دکھلا دی ۔

(اب یہ اسی پر موقوف ہے کہ) خواہ وہ شکر گزار بنے یا ناشکرا ۔

یا ایک اور مقام پر قوم ثمود کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے :

" اما ثمود فهديناهم فاستحبوا العمى على الهدى " (۱۷)

ترجمہ : اور وہ جو قوم ثمود میں سے تھے ہم نے انہیں ہدایت کی

لیکن انہوں نے ہدایت کی بجائے اندھے پن کو ترجیح دی ۔

یعنی انہوں نے اپنے ارادے اور اختیار سے گمراہی ذلت اور ظلمت کو ہدایت ' روشنی اور نور پر ترجیح دی ورنہ خدا کی طرف سے راستہ دکھا دیا گیا تھا اور راہنمائی کر دی گئی تھی ۔

" قد جائكم الحق من ربكم فمن اهتدى فانما يهتدى لنفسه و من ضل فانما يضل عليها و ما عليكم بوكيل " (۱۸)

ترجمہ : تمہارے رب کی طرف سے حق کی دعوت تمہاری طرف آچکی ہے جو شخص ہدایت قبول کرے وہ اس کے نفع میں ہے اور جو اس سے روگردانی کرے تو یہ خود اس کے ضرر میں ہے ۔ اور میں ہرگز تم پر مسلط نہیں ہوں ۔

یہ وہی ہدایت ہے جو سب کے لیے ہے اور سبھی اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور ہدایت کا حصول انسان کے اپنے اختیار میں ہے ۔

(باقی آئندہ)